محمد اسحاق

میاں صاحب کے ساتھ کچھ لمحات

میاں محمد شریف کے علم و ادراک اور فلسفہ و حکمت کے مختلف گوشوں میں ان کی وسعت نظر، ماہرانہ بصیرت اور عمق و گہرائی کے بارے میں توبہت کچھ سن رکھا تھا لیکن نہ ان سے براہ راست تعارف تھا، نہ ملاقات اور بات چیت کا شرف حاصل ہوا تھا اور نہ انھیں کبھی دیکھنے کا ہی موقع ملا تھا۔ میں نے انھیں پہلی مرتبہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ کو دیکھا اور اسی روز ان سے گفتگو کا موقع میسر آیا۔

اس ملاقات اور تعارف کا پس منظر یہ ہے کہ ۲۰ ر اکتوبر کو مولانا محمد حنیف ندوی میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج مولانا سید رئیس احمد جعفری نے میاں صاحب سے تمھارے متعلق بات کی ہے۔ تم آج رئیس صاحب سے مل لو اور کل دفتر (ادارہ ثقافت اسلامیہ) پہنچ جاؤ۔ چنانچہ دوسرے روز صبح کو میں رئیس صاحب کے مکان پر گیا۔ ان سے چند منٹ بات کی اور ان کے کہنے کے مطابق دفتر پہنچ گیا۔

چائے کے وقفہ میں رئیس صاحب مجھے میاں صاحب کے کمرے میں لے گئے میں نے دیکھا کہ ایک معمر شخص کام میں مصروف اور گہری سوچ میں غرق ہیں۔ ان کی عمر کا قافلہ اس منزل میں ہے کہ سر کے بالوں اور بھوؤں کی سیاہی غائب ہو چکی ہے اور بال چاندی کے تاروں کی مانند بالکل سفید ہو چکے ہیں۔ تاہم ان کے چہرے بشرے پر تھکاوٹ اور اضمحلال کے آثار قطعی نہیں ہیں اور وہ اپنے فرائض کی تکمیل میں بڑے مستعد اور برق رفتار ہیں۔

رئیس صاحب نے میاں صاحب سے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا،

"یہ ہیں اسحاق صاحب جن کے بارے میں کل میں نے آپ سے بات کی تھی"۔

چائے سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب اپنی نشست سے اٹھے اور برابر کی کرسی پر بیٹھ کر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا،

"کیسے اسحاق صاحب مزاج اچھے ہیں۔ رئیس صاحب ہمارے ادارے کے سینئر اور ذی علم رکن ہیں۔ انھوں نے کل آپ کے متعلق مجھ سے بات کی تھی۔ آپ ہمارے ادارہ میں آجائیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔ میں چاہتا ہوں آپ آج ہی سے کام شروع کر دیں"۔

میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ کام کرنا میرے لیے باعث سعادت ہوگا اور علمی خدمت میرے لیے روحانی تسکین کا موجب ہوگی۔ یہ تھی میاں صاحب سے میری پہلی ملاقات اور پہلا تعارف!

میاں صاحب اور باتیں بھی کرتے اور ان فرائض کی نشاندہی فرماتے رہے جو میرے سپرد کرنا مقصود تھے۔ انھوں نے اپنے ادارہ کے تمام معزز رفقاء کی بھی ایک ایک کا نام لے کر تعریف کی اور ان کی خدمات پر اطمینان کا اظہار کیا۔ انتظامیہ کے ارکان کا بھی ذکر کیا، اور ان کی محنت اور سرگرمیوں کو سراہا۔

اس مجلس میں جعفری صاحب تشریف فرما تھے اور میاں صاحب نے میرے بارے میں جو باتیں کہیں ان سے معلوم ہوتا تھا کہ جعفری صاحب نے ان کو میرے "علم و فضل" کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔

میں ۲۲ر اکتوبر کو ادارۂ ثقافت اسلامیہ میں آیا اور ۴ دسمبر کو میاں صاحب اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ یعنی میرا ان کا تعلق صرف ڈیڑھ مہینہ کے قریب رہا۔ یہ مدت نہایت مختصر ہے۔ اتنے تھوڑے دنوں میں کسی کی عادات و اطوار اور طبعی رجحانات کا پورا پتہ چلنا تو مشکل ہے تاہم اس اثنا میں ان کی زندگی کے بعض پہلو جو میرے علم و تجربہ

میں آئے ہیں ان سے بہت متاثر ہوا اور ان کی عظمت روز بروز میرے دل میں جاگزیں ہوتی گئی۔

ان کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ انھوں نے اپنے آپ کو ادارہ کے لیے وقف کر رکھا تھا، اور ادارہ ہی ان کے غور و فکر کا بنیادی محور تھا۔ اس کے باوجود کہ ان کی عمر کا سایہ ڈھل چکا تھا اور وہ لیل و نہار کی طویل مسافت طے کر چکے تھے مگر ان کی ہمت جوان تھی، عمل و سعی کے ولولے شباب پر تھے اور رنگ و ناز اور عزم و ارادہ کا ایک پُر بہار گلستاں ان کے نظر و بصر کی وسیع آبادیوں میں آباد تھا۔

وہ دفتر باقاعدہ روزانہ تشریف لاتے اور تمام کام انہماک و توجہ سے سرانجام دیتے تھے۔ دفتر کے سب ارکان سے رابطہ رکھتے اور ان سے کھل کر باتیں کرتے تھے۔ چنانچہ ان کو دل کا آخری دورہ بھی وفات سے ایک روز بیشتر دفتر ہی میں پڑا۔ یعنی ان کو موت کا پیغام بھی اس وقت آیا جب وہ اپنے مفوضہ فرائض کی انجام دہی میں مشغول تھے۔

دوسری خوبی ان میں میں نے یہ دیکھی کہ ان کا ذہن افسری ماتحتی کے زعم و پندار سے بالکل خالی تھا۔ وہ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے اور حاکمیت کے تکلفات سے پاک رہتے تھے۔ چائے کی مجلس میں بالکل بے تکلف ہو جاتے اور سب سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے تھے اس مختصر وقت میں خود بھی دلچسپ لطیفے سناتے اور دوسروں سے بھی سناتے اور بعض دفعہ خوب داد دیتے۔

ان میں ایک صفت اللہ نے یہ ودیعت کی تھی کہ کسی کو خواہ مخواہ پریشانیوں میں نہیں ڈالتے تھے۔ مردم آزاری سے ان کا دامن مبرّہ تھا۔

اگر کبھی بظاہر ان کے بعض معاملات میں سختی کا احساس بھی ہوتا تھا تو وہ ایک خاص قاعدہ و ضابطہ کے تحت تھا۔ نیت کے صاف تھے۔ تحکم اور غرور اور بے جا رعب و دبدبہ کا ان کی باتوں میں کوئی شائبہ نہ ہوتا تھا۔

اہل علم اور رفقائے ادارہ کی پوری قدر کرتے تھے اور ان کی غیر حاضری میں ان کے رتبۂ علم و فضل کے مطابق ان کی تعریف فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں بہتر مقام عطا کرے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد